مسلمان اور اسکی عملی حالت

(از مولوی عبدالعزیز صاحب لسکوہری لبتوی متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

ہر طرف سے شور برپا ہے کہ مسلمان تباہ ہوگئے۔ برباد ہوگئے۔ افلاس ونکبت، فقر واحتیاج۔ ذلت ومسکنت۔ رگوں رگوں میں پیوست ہوچکی ہے۔ اسلامی شعار تہذیب وتمدن۔ کلچر ومذہب پر ڈاکے ڈالے جارہے ہیں اور مسلمان بآسانی ان سے منحرف ہوتا جارہا ہے نہ اس کو اسلامی وقار کا پاس ہے اور نہ ہی اس کی عزت وحرمت کا لحاظ ہے۔ آخر یہ کیوں! یہ چند خیالات ہیں جو ہر سچے مسلمان خادم اسلام کے دل میں موجودہ ماحول وحالات سے متاثر ہوکر پیدا ہورہے ہیں۔ اس کا جواب سننے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ ہر قوم ارادی اور عملی قوتوں کے زور سے اور مذہبی شعائر پر گامزن رہ کر ہی ترقی کے مدارج کو طے کرسکتی ہے۔ جس قوم میں عملی اور ارادی قوتوں کا فقدان ہو۔ مذہبی شعائر کا اضمحلال ہو وہ ہرگز ترقی وارتقاء کے قابل نہیں رہتی اور تنزل وذلت ہی اس کا گہوارہ بنتی ہے۔ اس کی کروڑہا مثالیں آنکھوں کے سامنے ہیں۔ تاریخیں بھری پڑی ہیں۔ تاریخی روایات کو جانے دو۔ مشاہدات روزمرہ ہی سے اس کا کافی استشہاد ہوسکتا ہے کتنی قومیں تباہ ہوگئیں، تباہ ہورہی ہیں، ختم کی جارہی ہیں، گویا ان کو درجہ انسانیت سے بعید سمجھا گیا ہے۔ حبش۔ پولینڈ زیکوسلویکیہ۔ بلجیم۔ فنلینڈ اور مختلف ممالک کا حشر ہمارے سامنے ہے۔ وجہ وہی عملی اور ارادی قوتوں کا فقدان۔ اصلی اجتماعیت کے شیرازہ کا انتشار اقتصادی پستی اور مذہبی شعائر کی بدحالی۔ قرآن شریف نے تیرہ سو برس پہلے ہی اس کا اعلان کردیا تھا کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (رعد ع) کہ قومیں خود اپنے اعمال سے اپنی تنزلی پیدا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کو ظلماً ذلت ونکبت کے گڑھے میں نہیں ڈالتا۔ اس اصل کے ماتحت اب موجودہ مسلمانوں کی ذلت وافلاس اور تنزلی وپستی کے راز پر بھی نظر کرو۔

مسلمان اور مذہب بلاشبہ مذہب اسلام حقانیت سے پُر اور اپنے مواعید پر آجتک قائم ہے۔ یقیناً اس نے مسلمانوں کیلئے سلطنت ودولت۔ سرداری وریاست دینے کا وعدہ کیا ہے اور اس کو عملی جامہ بھی پہنایا ہے۔ روم وفارس کی حکومتیں، ایران وہندوستان کی سلطنتیں۔ اسپین وغرناطہ کی دولتیں ان کے قدموں پر نچھاور ہوئیں۔ مشرق سے لیکر مغرب۔ شمال سے لیکر جنوب تک اسنے اپنا پرچم لہرایا۔ اور ہر باطل قوت کو اپنے سامنے پارہ پارہ کیا۔ لیکن یہ اسی وقت تک تھا جبتک مسلمانوں میں ایمانی جذبہ باقی تھا اور روحانیت موجود تھی۔ شعائر اسلام کی حرمت باقی تھی۔ اس نے اس کیلئے سب سے پہلا سبب ایمان اور عمل صالح کو قرار دیا۔ متقدمین مسلمانوں کے متعلق کچھ کہنا ہی فضول ہے وہ تو ایمان اور عمل صالح کے ہینظر پتلے تھے۔ آگ کے شعلوں میں کودنا۔ باطل کی قوتوں کو پامال کرنا۔ جہاد کو اپنا شعار بنانا انھیں کا حصہ تھا۔

آج کے مسلمان میں وہ سب چیزیں بالکلیہ معدوم ہیں نہ تو ان میں مذہب کا پاس ہے اور نہ ہی شعائر اسلامی کا لحاظ ہے قرآن ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر طاق نسیاں بنکر رہ گیا۔ نماز و روزہ حج و زکوٰۃ ایک فرسودہ اعتقاد بن کر رہ گئے۔ شعائر اسلامی کی توہین و تضحیک اس دور کے ایمان کا ایک جزء لاینفک بن گیا ہے۔ جہاد کا تصور ایک خیالی پلاؤ اور رنگ انسانیت کا مترادف سمجھا جانے لگا ہے۔

ہاں اب اسلام کو اسی غیر مشروع رسم و رواج۔ بدعتوں اور اختراعوں کے قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی جانے لگی ہے جس کے انہدام کے لئے اسلام آیا تھا۔ جبتک ہندوانہ رسم و رواج عمل پذیر نہ ہوں صحیح معنوں میں اسلام ہی نہیں ہے پیر پرستی۔ قبر پرستی، تعزیہ پرستی۔ اسلام کا ایک جزء لاینفک ہوگئی ہے۔

ایک زمانہ وہ تھا کہ زمین کے چپے چپے سے اللہ اکبر کی صدا بلند ہوتی تھی۔ تمام دنیاوی رشتوں سے بے تعلق ہوکر صرف اللہ کے رشتہ کے ساتھ منسلک ہونا اسلام سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اس زمانے میں توحید کو شرک و تثلیث کے پردے میں نمایاں کیا جارہا ہے۔ کہیں خدا سے بے تعلق ہوکر عبدالقادر جیلانی کے دامن کا سہارا ڈھونڈا جاتا ہے تو کہیں محمد عربی کی نبوت نامکمل بتاکر غلام احمد قادیانی کی نبوت سے اسلام کی تکمیل کی جاتی ہے۔ اگر اصلاح و تنقید کے پردے میں اسلامی عبادات و اعتقادات میں ترمیم و تنسیخ کی کوشش کرکے بدعات کا دروازہ کھولا گیا تو دوسری طرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں نمودار بتایا گیا اور کہا گیا ؎

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہوکر　+　اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفیٰ ہوکر

نعوذ باللہ من ھذہ المنکرات اگر ایک طرف بریلوی یا چکڑالوی فتنے و بدعات نے قصر اسلام پہ حملے شروع کر دیئے تھے تو دوسری طرف قادیانی نبوت کے زبردست فتنے نے اس پر اور گہرا اثر ڈالا۔ مخالفین اور معاندین اسلام ایسے ہی اختلافات کے موقعہ کی تلاش میں لگے رہتے ہیں۔ انھوں نے ان اختلافات کی وجہ سے تبلیغ اسلام کے راستے میں روڑے اٹکانے شروع کئے یہی نہیں بلکہ ان بدعات اور فتنوں کو لیکر جاہل عوام کے بھڑکانے میں ایک آلہ کار بنایا اور نعمت غیر مترقبہ سمجھا اور اس کی وجہ سے کتنے جاہل مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ جہالت عوام کا یہ حال ہے کہ کہنے کو تو وہ مسلمان کہلاتے ہیں لیکن شعائر اسلامی اور اس کے عبادات و اعتقادات کے علم سے قطعی بے بہرہ ہیں۔ کتنے ہیں جو کہ کلمہ تک نہیں جانتے۔ نماز و روزہ وغیرہ کے معمولی معمولی مسائل سے بھی ناواقف ہیں۔

اگر کچھ طبقہ اہل علم کا ہے تو وہ بھی تعلیمات اسلامی سے کوسوں دور نظر آرہا ہے۔ آجکل نوجوان مسلمانوں کا عام رجحان اسلامیت سے ہٹ کر غیر اسلامی ہوتا جارہا ہے۔ ان کے نزدیک اسلامی عبادت۔ اسلامی تہذیب و کلچر۔ اسلامی معاشرہ نوجوانوں کی شاہراہ ترقی میں زبردست رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ نماز و روزہ تو کب کا چھوٹ چکا ہے۔ تہذیب و معاشرت ہی ایک معیار امتیاز رہ گئی تھی وہ بھی زائل ہوتی نظر آرہی ہے۔ عوام کے دلوں سے اسلامی وقار اسقدر زائل ہوتا جارہا ہے کہ

اب ناموس اسلام کا لحاظ بہت ہی کم رہ گیا ہے۔ پھر ایسی حالت میں یہ آہ وفغاں کیسی۔ یہ دردانگیز نالے کیسے۔ یہ سوال وجواب کیسا۔ اس کا جواب خود اپنے گریبان میں منہ ڈالکر سوچ لو۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی فیصلہ کردیا ہے کہ اپنے اعمال سے قومیں خود تباہ وبرباد ہوتی ہیں۔

کیا تم نے یہ سمجھا ہے کہ صرف زبان سے اسلام اسلام کا نام پکار لو یہی تمہارا نجات دہندہ بنجائیگا۔ ہرگز نہیں۔ اسلام ایمان اور عمل دونوں کے مجموعے کا نام ہے۔ جب تک عمل نہ ہو صرف ایمان یا زبانی اسلام کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ شریعت نے ایمان اور عمل کو لازم وملزوم ٹھہرایا ہے۔ قرآن نے جہاں ایمان کو ذکر کیا ہے ساتھ ہی ساتھ عمل کو بھی ذکر کیا ہے۔ ایمان ایمان ہی نہیں ہوسکتا جب تک عمل موجود نہ ہو۔ کوئی قوم صرف اپنے ایمانی دعاوی سے کامیاب نہیں ہوسکتی ہے جب تک وہ عملی جامہ میں ظاہر نہ ہو۔ بنو اسرائیل وغیرہ اقوام کیوں تباہ ہوئیں۔ اسلئے کہ انمیں عملی قوتوں کا فقدان ہوچکا تھا۔ یہ بات نہیں تھی کہ ان میں ظاہری شریعت کا بھی وجود نہ تھا۔ وہ بھی موسوی عیسوی قوم کہلاتی تھیں۔ توراۃ۔ زبور۔ انجیل وغیرہ رحمانی صحف ان میں موجود تھے۔ لیکن اس کے باوجود وہ تباہ وبرباد کردی گئیں وجہ یہی تھی کہ انھوں نے اس کے اصل الاصول یعنی عملی قوتوں کو زائل کردیا تھا۔ عین شریعت وہی ہے جس میں ایمان کے ساتھ ہی ساتھ عمل بھی موجود ہو ؎

یہی آئین قدرت ہے یہی اسلوب فطرت ہے ✲ جو ہے راہِ عمل میں گامزن محبوب فطرت ہے

افسوس! تم نے نماز کی اہمیت کو بھلادیا۔ اس میں دنیاوی اور اخروی دونوں اسپرٹ موجود تھی۔ یہی بات نہیں کہ نماز صرف عابد ومعبود کے رشتے کو مضبوط اور مستحکم کرکے تمام غیر اللہ کے وسائل کو منقطع کردیتی ہے بلکہ یہ زندگی کے تمام شعبوں کیلئے حیات جاوداں رکھتی ہے۔ یہ مسلم ہے کہ کوئی قوم اسوقت تک منازل ترقی پر قدم نہیں رکھ سکتی جب تک اتحاد واتفاق کی اسپرٹ موجود نہ ہو۔ کتنی بڑی سے بڑی قومیں محض اختلافات کی وجہ سے فنا وبرباد ہوگئیں۔ اور ایک کمزور اور چھوٹی قوم محض اتفاق واتحاد کی قوت سے اپنے سے بڑی طاقت پر غالب آگئی۔ مسلمانوں کی ایک قلیل جماعت نے قیصر وکسریٰ جیسی عظیم الشان سلطنتوں کو پارہ پارہ کردیا تھا۔ محض اتحاد کی طاقت تھی۔

اے اپنی ناگفتہ بہ حالت پر آنسو بہانے والو! آج تم چیختے ہو۔ شور کرتے ہو کہ ہم تباہ ہوگئے۔ ذلیل ہوگئے۔ غلام بنالئے گئے اور تم اپنی جہالت کو نہیں دیکھتے۔ تم آج زمین کے چپے چپے پر بستے ہو۔ لیکن خدارا بتلاؤ تمہاری عملی قوتیں کیا ہیں تم نے میدان عمل میں کونسا قدم رکھا ہے۔ اختلافات اور انشقاق کا بیج بوکر تم نے آپس میں عداوت اور دشمنی کی ایک خلیج حائل کرلی ہے۔ بنی اسرائیل سے بھی تمہاری حالت گری ہوئی ہے اور اگر یہی حالت رہی تو کوئی بعید نہیں کہ کچھ دنوں میں صفحۂ ہستی سے تمہارا نام ونشان بھی مٹ جائے یہ اسلئے کہ تم نے نماز روزہ کو چھوڑدیا ہے جو اسلام کا ایک بہت بڑا رکن اور بقائے اسلام کی ایک شرط تھی۔ اتحاد واتفاق کا ایک مرکز تھی۔ اس کی مشروعیت کا مقصد یہی تھا کہ جمیع مسلمانوں کے دلوں میں محبت واتفاق ہو۔ رواداری وحمیت کا استحکام ہو۔ فتح وظفر کا ایک بڑا حربہ۔ اتحاد واتفاق . . ہے۔ لیکن تم نے

اسکو چھوڑ دیا یا اگر کیا تو بے دلی سے۔ خدا نے بھی تمہارا ساتھ چھوڑ دیا۔ کیونکہ اس کے نزدیک محبوب وہی ہے جو اسکے بتلائے ہوئے شاہراہ عمل پر گامزن ہو ع جو ہے راہ عمل میں گامزن محبوب فطرت ہے +

مسلمان اور سیاست

یہ رونا یہیں تک ختم نہیں ہوا ہے۔ کون ایسا شعبہ ہے جس میں موجودہ مسلمان پیچھے نہ ہوں۔ شعبہ سیاست بقائے زندگی کا ایک زبردست لائحہ عمل مانا گیا ہے۔ مذہب سے مسلمان جدا ہوئے۔ اسی لئے میدان سیاست میں بھی بہت ہی پیچھے نظر آرہے ہیں کیونکہ اسلام کے نزدیک سیاست مذہب سے جدا نہیں بلکہ وہ بھی مذہب کی ایک شاخ ہے۔ موجودہ زمانے میں جس قوم کی سیاسی زندگی مضمحل ہو وہ یقیناً سوائے ذلت و پستی کے ترقی نہیں کر سکتی۔ اسیواسطے اسلام نے مسلمانوں کیلئے جہاں ایک پہلو خالص مذہبی رکھا۔ دوسرا پہلو اسی کے ساتھ سیاسی بھی بتایا۔ اگر ایک طرف عبادت و ریاضت کے طریقہ سے اسلام کو مضبوط کیا تو دوسری طرف ملکی۔ مدنی، تمدنی سیاست سے بھی اسلام کے حدود کو مستحکم کیا۔ ملکی۔ مدنی۔ تمدنی۔ اصول وہ مقرر کئے کہ دنیا کی کسی قوم کے دماغ میں بھی ایسے ٹھوس نظام کا تصور نہ آسکا تھا۔ ملکی اور تمدنی نظام کا کونسا ایسا شعبہ تھا جس کو بحسن و خوبی اسلام نے کامل نہ کیا ہو۔ رعیت اور راعی کے حقوق۔ زن و شوہر کے حقوق قاضیوں اور عاملوں کے حقوق۔ والدین اور اولاد کے حقوق۔ ذمیوں اور حربیوں کے حقوق۔ مفتوحہ ممالک کا نظام۔ ماتحت ممالک کا نظام وغیرہ تمام شعبوں کو مکمل شکل میں پیش کیا۔

اے خوابیدہ مسلم! یہ غفلت کیسی کب تک۔ کیا تمہاری آنکھ اس وقت کھلے گی جب موت و حیات کا آخری سوال سر پہ پہنچے گا اور مخالف قومیں تمہاری ہلاکت کی تدبیریں سوچتی ہوں گی۔ کیا تم نے مذہب و سیاست کو الگ الگ تصور کیا ہے؟ واللہ سیاست مذہب کا ایک اہم جزء ہے۔ مذہب حقوق اللہ و حقوق العباد دونوں پر حاوی ہے۔ حقوق العباد کی کنجی سیاست ہی ہے۔ سیاست کو مذہب سے جدا سمجھنا حقیقت میں اسلام کو جھٹلانا ہے۔

ابھی موقعہ ہے سنبھل سکتے ہو۔ دین کے دونوں پہلو مذہب و سیاست کو مضبوطی سے تھام لو اسی سے تم نجات پا سکتے ہو۔ غلامی اور ذلت کی زندگی بدترین لعنت اور اسلامی نظریہ پر ایک مہلک ضرب ہے + (باقی)

مبارکباد

عالیجناب محترم شیخ حاجی عبدالوہاب صاحب مہتمم مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی کے برادر خورد محترم جناب خان صاحب شیخ حبیب الرحمن صاحب میونسپل کمشنر ایک عرصہ سے آنریری مجسٹریٹی کے فرائض انجام دے رہے ہیں مقدمات کے فیصلے آپ جس قابلیت قانونی نکتہ سنجی اور عدل و انصاف کے ساتھ فرماتے ہیں اس کا چرچا دہلی کی پبلک میں عام طور پر پایا جاتا ہے لوگ آپ کے اخلاق اور انصاف کے بیحد مداح ہیں آپکی اسی نیک نامی کو دیکھتے ہوئے حکومت نے آپکے اس اعزاز کی مدت میں توسیع کرتے ہوئے مزید دو سال کیلئے مجسٹریٹ درجہ دوم کے اختیارات دیدیے ہیں۔

ہم حکومت کی اس قدردانی کی تعریف کرتے ہیں اور جناب شیخ صاحب موصوف کی خدمت میں مدرسہ کے جملہ اساتذہ و متعلقین کی طرف سے ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپکو روز افزوں ترقیاں عطا فرمائے اور ملک و قوم کی بہتر سے بہتر خدمتیں انجام دینے کی توفیق بخشے آمین (ایڈیٹر)